786

# معراج النبی ﷺ

ترجمہ ۔ پاک ہے وہ ذات باری تعالیٰ جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد الحرام
سے مسجد اقصیٰ کے اندر اور پھر آسمانوں سے پرے عرش اعظم سے
بھی پرے اپنے اللہ سے ملاقات کی تو نہ آنکھ جھپکی نہ حد سے گزری۔
ہمارے پیارے رسولِ کریم ﷺ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پاک صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت اُمِ ہانی رضی کے گھر آرام فرما تھے کہ تمہید سے خدا پاک اللہ وحدہٗ لاشریک
کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی آخر الزماں کی بارگاہِ عالی
میں حاضر ہوئے تو دیکھا خاتم النبیین ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم گہری
نیند میں ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی آنکھیں آقا جی
کے تلوؤں سے ملیں اور پھر باادب دست بستہ کھڑے ہو گئے
سرکارِ دو عالم نے چشمانِ مقدس کھول کر دیکھا تو جبرائیل نے
عرض کی یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ نے
آپ کو یاد فرمایا ہے آپ ہمارے ساتھ چلیئے ۔ تب آقائے دو جہاں
نے وضو فرمایا اور بیت اللہ میں دو نفل ادا کیے، جبرائیل اور
میکائیل کے ساتھ براق پر سوار ہوئے جب طور سینا کے قریب براق جا
کر رک گیا تو جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ آقا کوہ طور پر دو
نفل ادا کر لیجیے یہاں اللہ پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
مخاطب ہوئے تھے تو آقا رحمتِ عالم نے دو نفل ادا کر کے سفر دوبارہ
شروع کیا تب ایک جگہ پر رک کر جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہاں دو نفل پڑھ لیجیئے کہ یہاں روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پیدا ہوئے تھے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نفل ادا کر لئے

تو براق آپؐ کو لے کر مسجد اقصیٰ پہنچا جبرائیلؑ نے عرض کی آقاؐ تشریف لائیے
کہ تمام انبیاء رسُل اور پیغمبران آپؐ کے منتظر ہیں آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیکھا کہ سب آپؐ کے انتظار میں صفیں بنا کر کھڑے تھے کہ تشریف لائیں
اور امامت فرمائیں امام الانبیاءؐ نے ۲ نفل پڑھا کر جب مسجد سے
باہر قدم مبارک رکھا تو آپؐ صلعم کا قدم مبارک ایک پتھر پر
پڑا تب اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں ستر ہزار برس سے اس
جگہ پڑا ہوں مگر کبھی کسی کا قدم مجھ پر نہیں پڑا مگر آج آپؐ کا مقدس
اور مبارک قدم مجھ پر پڑا ہے تو آپؐ میرے لئے دعا کیجئے اب میں
زمین سے اٹھ کر ہوا میں معلق ہو جاؤں تب آپؐ صلعم نے اس
پتھر کی خواہش کے مطابق دعا کی تو فوراً دعا مستجاب ہو گئی
اور وہ پتھر ہوا میں معلق ہو گیا جو کہ آج بھی دنیا کے عجائبات
میں سے ایک عجوبہ ہے۔ اس کے بعد رحمتؐ عالم پہلے آسمان پر پہنچے۔
فرشتوں کے سردار اسماعیل نے بمعہ ستر ہزار فرشتوں کے آقائے
دو عالم کو خوش آمدید کہا تو دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ
اور حضرت عیسیٰ روح اللہ نے تعظیم و تکریم سے معانقہ کیا۔ پھر
تیسرے آسمان پر مہتر مائیل فرشتہ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ سلام
نیاز پیش کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام
نے معانقہ کیا۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ نے آداب و نیاز پیش
کئے اور حضرت عزرائیلؑ نے سلام عرض کیا تو آقاؐ مسرور ہوئے اور وہیں عزرائیل
سے پوچھا کہ کبھی تجھے کسی کی جان لیتے ہوئے افسوس ہوا ہے؟ یا کبھی نہیں۔
تو عزرائیلؑ نے عرض کی کہ آقاؐ جس عورت کی جان بچے کی پیدائش کے

وقت قبض کی کہ وہ اپنا بچہ دیکھ بھی نہ سکے یا پھر جب
شداد ملعون نے 4 سو برس میں باغ ارم اپنے لئے تیار
کروایا مگر جب اس کی جنت تیار ہوگئی وہ اپنی 20 لاکھ
فوج کو ساتھ لے کر باغ ارم دیکھنے گیا اور ابھی اپنی بنائی
ہوئی جنت کے دروازے پر ایک قدم اندر رکھا اور دوسرا
پاؤں باہر ہی تھا کہ اس کی موت آگئی اور وہ اپنی
جنت نہ دیکھ سکا۔ اور واصل جہنم ہوگیا۔ پھر آقاؐ جی نے
پوچھا عزرائیلؑ روح کیا ہے؟ تو عزرائیلؑ بولے کہ میں نہیں
جانتا روح کیا ہے مگر جب میں روح قبض کرتا ہوں تو
مجھے اپنی ہتھیلی پر بوجھ محسوس ہوتا ہے اور بس۔
پانچویں آسمان پر مہتر اسمائیل نے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ
آقاؐ جی سرورؐ عالم کا استقبال کیا اور حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی
چھٹے آسمان پر حضرت ہائیل مہتر اور ستر ہزار فرشتے رحمتؐ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کے منتظر تھے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے فرمایا یا اخی
الصالح مرحبا اور آقاؐ علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ امت پر جو کچھ
بھی فرض ہو بہت سوچ سمجھ کر قبول کرنا آپؐ کی امت کمزور اور
عمریں بھی دوسری امتوں سے کم ہیں خوب اچھی طرح خیال رکھئے۔
ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جنت کے
داروغہ حضرت رضوانؑ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو
اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا اے رضوان پہلے آسمان پر مالک نے

جہنم کی سزائیں دکھا کر میرے محبوبؐ کو پریشان کر دیا ہے
اب تم میرے پیارےؐ کو جنت کی نعمتیں دکھا کر خوش کرو
تب سرکارِ دوعالمؐ کو جنت کی سیر کرائی گئی اور آپؐ نے
فرشتوں کو دو نفل بیت المعمور میں پڑھائے - اس کے بعد
آپؐ کی خدمت میں ایک پیالہ شہد ایک پیالہ دودھ اور
ایک پیالہ شراب پیش کی گئی رحمتِ کُل عالمین نے دودھ
کا پیالہ لے کر پی لیا مگر اس میں تھوڑا دودھ چھوڑ دیا گیا
تب جبرائیلؑ نے اور سب فرشتوں نے آفرین کہا - اور کہا کہ اگر آپؐ
شہد کا پیالہ پیتے تو آپؐ کی امت دنیا کی لذتوں میں کھوئی رہتی
اور اگر آپؐ شراب پی لیتے تو امت نشے میں مست رہا کرتی مگر
آپؐ نے دودھ پیا ہے اس لئے امت کو دین کی محبت ہوگی دنیا کی
بہت ساری آفت و بلا سے حفاظت رہے گی مگر چونکہ پیالے
میں کچھ دودھ بچ گیا ہے اس لئے امت میں گناہ بھی ہوں گے تب آقاجیؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ باقی دودھ بھی پی لیں مگر جبرائیلؑ نے عرض کی آقاجی
صلی اللہ علیہ وسلم اب پینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بس جو ہو چکا سو ہو چکا -
اور پھر آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا جبرائیلؑ نے کہا اب آگے آپؐ
دوسرے فرشتوں کے ساتھ جائیں گے اس وقت حضرت اسرافیلؑ
رف رف لے کر حاضر ہوئے آپؐ کو رف رف میں لے کر گئے اور ایک مقام
پر رف رف رکھ کر رک گئے اور سرکارِ دوعالم کو رف رف سے عرش پر
اٹھا لیا گیا عرشِ الٰہی کے قرب کے باعث آقا علیہ السلام متذبذب
ہوئے اور خیال ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر

جوتے اتار کر جاتے تھے ہم تو عرشِ الٰہی کے قریب ہیں جوتی مبارک
اتار لیں ابھی نعلینِ پاک کو اتارنا چاہ ہی رہے تھے کہ پروردگار
عالم نے فرمایا اے میرے پیارے جوتیوں سمیت ہمارے عرش پاک
پر تشریف لے آؤ تاکہ میرے عرش کو بزرگی حاصل ہو وہ جو
آپؐ نے سوچا ہے کہ موسیٰ کو جوتی اتارنے کا حکم تھا تو پیارے رسولؐ!
ہمیں موسیٰ کے پاؤں کو طور کی مقدس زمین سے عزت دینا مقصود
تھا اور آپؐ کی پاک نعلین سے میرے عرش کی عظمت میں
اضافہ مطلوب ہے۔ آپؐ نے دیکھا کہ عرش کے دائیں جانب تین
سو بارہ ممبر ہیں اور بائیں جانب ایک بڑا ہی عظیم الشان کرسی
یا ممبر رکھا ہے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ عرش کے دائیں
جانب جنت ہے اور بائیں جانب جہنم تو اگر آپؐ کا کوئی گناہ
گار امتی جہنم کی سزا پاکر جہنم میں جانے لگے گا تو آپؐ کو اختیار دیا جائے
تاکہ اسے روک لیں اور جہنم میں جانے سے بچالیں اس لئے یہ آپؐ کی کرسی ہے۔
رحمتِ عالمؐ سرکارؐ فرماتے ہیں کہ جب رف رف نے مجھے اٹھا لیا اور حجابِ کبریائی میں
پہنچا دیا تو ہم وہاں تنہا رہ گئے اور ہمیں خوفِ کبریائی ہوا تو ہمیں
جیسے حضرت صدیق اکبرؓ جیسی آواز آئی کہ اے محمدؐ ٹھہرو اللہ تعالیٰ
نماز پڑھتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ تو نماز سے پاک ہیں
اور ابو بکرؓ کی آواز کہاں سے آئی؟ فرمایا ہماری نماز ہماری یعنی اللہ
تعالیٰ کی رحمت ہے اور ابو بکر صدیقؓ تیرے یارِ غار ہیں وفادار ہیں اس لئے
اب ہم نے اس کی آواز سے تیرا خوف دور کر دیا ہے اب اور آگے آؤ
ہمارے پیارے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم سنکر آگے بڑھے

اور پھر آقاؐ جب ستر ہزار پردہ نور سے گزر کر قاب قوسین میں پہنچے تب
آپؐ کو نورِ احدیت نظر آیا تو آقائے دو جہان نے فوراً اسر سجدے
میں رکھا تب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بڑے ہی دلبرانہ انداز میں پوچھا
اے میرے محبوبؐ میرے لئے کیا لے کر آئے ہو؟ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یارِ اللہ میں آپ کی خدمت عالی میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو
چیز کہ آپ کے پاس نہیں ہے۔ اللہ مالکِ کُل عالمین نے پوچھا اے میرے نبیؐ
رسولؐ پیارے وہ کونسی چیز ہے جو شے میرے پاس نہیں ہے؟ تب آقا رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی میرے معبودِ برحق آپ کے پاس شانِ کبریائی ہے کہ ساری
کی ساری کبریائی تجھے زیب دیتی ہے اور میں آپ کی بارگاہ
عالی میں عجز و نیاز کا نذرانہ لے کر حاضر ہوا ہوں جو کہ آپ کے
پاس نہیں ہے۔ اور میں اپنی تمام روحانی جسمانی قولی اور مالی
عبادتیں بھی آپ کی بارگاہِ اعلیٰ میں نیاز مندانہ پیش خدمت
کرتا ہوں۔ اس وقت اللہ رب العزت نے اپنے محبوبؐ پاک کو اور بھی
قریب کر لیا اور فرمایا السلام علیکم ایہاالنبیؐ ورحمۃ اللہ
وبرکاتہٗ۔ ہمارے آقاؐ و مولاؐ نے فرمایا السلامُ علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین
جب مقرب فرشتوں نے یہ مکالمہ سنا تو کہا اشہد ان لا الہٰ الا اللہ
واشہد ان محمدؐ عبدہٗ ورسولہٗ۔ اس وقت اللہ نے فرمایا کہ یہ کلمات
طیب قعدہ میں پڑھنے کے ہیں۔ اور 50 نمازیں اور 6 ماہ کے روزے
فرض کر دیئے اور اللہ پاک نے فرمایا اے حبیبؐ میں نے عرش و کرسی لوح و
قلم آسمان زمین چاند ستارے دن رات نباتات جمادات یعنی کل کائنات

آپؐ کے لئے بنائے ہیں یہ کل عالم ہیں کل مخلوقات چھ ہزار عالم خشکی پر ہیں
اور بارہ ہزار عالم پانی پر ہیں اس کے علاوہ بروج بہشت اور دوزخ بھی
سب کچھ تیری محبت میں بنایا ہے۔ پھر ربّ العالمین نے فرمایا محبوبؐ اس
وقت جو چاہو مانگ لو تمہیں مل جائے گا یہ سن کر آقائے دوجہاں نے اپنی
امت کی بخشش مانگی تو اللہ پاک نے فرمایا جو تیرے محبت کرنے والے اور اطاعت
کرنے والے تمہارے جانثار دوست احباب اصحابؓ ہوں گے۔ ان سب کی قبروں پر براق
بھیجوں گا اور پل صراط پر جبرائیلؑ اپنے پر بچھا کر تیرے پیاروں کو پل سے پار کرے
گا۔ مگر جو کافر مشرک اور تیرے دشمن ہوں گے ان سب گستاخوں کو جہنم میں
ڈالوں گا

اس وقت آقا علیہ السلام کو حضرت موسٰیؑ علیہ السلام کا مشورہ یاد آگیا تو
آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر سوچا کہ میری امت
کے لئے صرف پانچ فرض نمازیں اور ایک ماہ کے روزے مناسب رہیں گے
کیونکہ میری امت ناتواں کمزور ہے اور دوسری امتوں سے عمریں بھی کم ہیں
اس خواہش کو جان کر اللہ ارحم الراحمین نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے تمہاری امت
پانچ فرض نمازیں ادا کرے گی تو میں ان کو پچاس نمازوں کا ثواب دونگا
اور ایک ماہ کے فرض روزے رکھنے پر چھ ماہ کے روزوں کا ثواب عطا کروں
گا

اسی طرح محبوبؐ اور محب نے اپنی ملاقات میں نوے ہزار کلماتِ طیب
ادا کئے گئے اس کے بعد نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
سے عرض گزاری کہ یا اللہ اگر امت نے پوچھا کہ کیا تحفہ اور ہدیہ بارگاہِ
ربّ العالمین سے ملا ہے تو کیا کچھ بتاؤں گا۔

تو اللہ جل شانہٗ نے فرمایا محبوبؐ آپؐ اپنی امت کو ان نوے ہزار
کلماتِ طیب میں سے صرف تیس ہزار کلمات طیب بمعہ نماز اور
روزے کے احکام ملا کر احکام شریعت بتا دینا

اور ہماری آپس کی گفتگو کے تیس ہزار کلمات کو صیغۂ
راز میں رکھنا یہ تیس ہزار کلمات طیب ہمیشہ راز ہی
رکھنا کیونکہ یہ ہماری ملاقات کا بھید ہیں اور محبوبؐ
اس بھید کو کبھی بھی کسی پر افشا مت کرنا

یہ پیار کے راز ہیں انہیں راز ہی رکھنا اور ان کی حفاظت
کرنا اس کے علاوہ تیس ہزار کلمات تم اپنی مرضی کے مالک ہو گے

تم چاہو تو راز رکھو یا باقی وہ ہزار چاہو کسی کو بتاؤ یا نہیں بتاؤ تمہاری خوشی۔
پھر آقا علیہ السلام نے پوچھا کہ واقعہ معراج کسے بتاؤں؟ کون میرا یقین کرے گا؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا ابوبکرؓ صدیق کو بتانا وہ یقین اور اعتبار کریں گے۔ پھر آقا علیہ السلام رف رف پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہٰی اور وہاں سے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے وہاں پر پھر تمام انبیاء کرام رسولان اور پیغمبران علیہ السلام تشریف فرما تھے آقا رحمتِ عالم نے پھر سب کو دو نفل پڑھائے اور امِ ہانی کے گھر تشریف لے آئے آپؐ فرماتے ہیں کہ ابھی بستر گرم تھا اور جو وضو کر کے آپؐ تشریف لے گئے تھے اس کا پانی ابھی بہہ رہا تھا اور دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی۔ حالانکہ یہ فاصلہ ستر ہزار برس کا فاصلہ تھا جو معراج کی رات لمحوں اور منٹوں میں طے ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا رات کا واقعہ معراج حضرت ابوبکر صدیقؓ سے گوش گزار کیا تو صدیق اکبرؓ فوراً بولے آپؐ نے سچ فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات پھیلی تو ابوجہل نے کہا۔ بالکل جھوٹ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ اسی لئے ابوجہل ملعون و مردود ہوا۔ اور صدیق اکبرؓ کو جنتوں کی بشارت ملی اور عشرہ مبشرہ میں ان کا مقام سب سے اعلیٰ کیا گیا ہے ایک یہودی کا بھی واقعہ اسی ضمن میں مشہور ہے کہ اس نے کہا یہ جھوٹی کہانی بنا ہوا ہے یہ کہتے ہوئے بازار سے مچھلی

خرید کر گھر میں بیوی کو دی کہ اسے پکاؤ تب تک میں نہر پر جا
کر نہا آؤں۔ نہر پر جا کر کپڑے کنارے رکھے اور پانی میں
ڈبکی لگائی تبھی اسے احساس ہوا کہ وہ مرد نہیں بلکہ عورت
بن گیا ہے بہت پریشان ہوا کپڑے پہننے لگا تو کپڑے مردانہ نہیں
بلکہ زنانہ پڑے ملے وہ حیران پریشان نہر کے کنارے کھڑا تھا پھر
وہ کھڑی تھی کہ ایک راہ جاتے گھوڑا سوار نے دیکھا خوبصورت اور
جوان عورت اکیلی پریشان اس شخص نے اس کو لے جا کر
اپنی بیوی بنا لیا یہاں تک کہ سات سالوں میں خیر
سے 3 بچوں کی ماں بھی بن گیا/بن گئی۔ بہر حال 7 سال بعد
اتفاق سے اسی نہر پر نہانے کا پھر سے موقع پیدا ہو گیا تو نہاتے
ہوئے میں اسے احساس ہوا کہ وہ پھر سے عورت سے مرد بن گیا
ہے کنارے پر جو کپڑے تھے وہ بھی وہی پرانے مردانہ کپڑے پڑے ہیں
مرد بن کر وہ کپڑے پہن کر اپنے پہلے گھر گیا دیکھا مچھلی جوں کی توں پڑی ہے
بیوی سے کہا مچھلی ابھی تک رکھی ہے پکائی کیوں نہیں وہ
بولی تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے ابھی تو رکھ کر گئے ہو اتنی
جلدی مچھلی کیسے پک جائے گی کچھ وقت تو لگے گا نا ناں؟
اس وقت اس بیہودی نے اپنی بیوی کو ساری کہانی سنائی
کہ 7 سال میں تین بچے پیدا کر کے پھر سے مرد بن کر لوٹا
ہوں تب دونوں میاں بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی کہ ہم
لوگوں نے آپؐ کے واقعہ معراج کو جھوٹ سمجھا تھا اس
وجہ سے اللہ نے ہمیں یہ سبق دینے کے لئے یہ واقعہ ہمارے ساتھ
ظہور پذیر کر دیا اب ہم آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر
سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور واقعہ معراج پر بھی سچے دل سے
یقین رکھتے ہیں آپؐ ہمیں دائرہ اسلام میں شامل کر لیجئے
ایک اور یہودی جو اچھی طرح بیت المقدس کو جانتا تھا ہر جگہ پہچانتا
تھا اس نے کہا اگر محمدؐ رسول اللہ اپنی بات میں سچے ہیں تو ہمیں آپؐ
مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بتا دیں ہم ایمان لے آئیں گے
حضرت جبرائیلؑ مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے لے آئے آپؐ نے تمام نشانیاں دیکھ دیکھ کر جوں کی توں
بتا دیں تو جن کی قسمت میں دولت ایمان تھی وہ سب لوگ
تو مسلمان ہو گئے مگر جن ظالموں نے انکار کی راہ اختیار کی
اور اپنائی وہ ملعون و مردود ہو کر رہ گئے۔

ہماری پروردگارِ عالم سے التجا ہے کہ اپنے مقربینؑ مومنین
اور محبوبینؑ مقدس ہستیوں کے ساتھ دنیا اور آخرت
میں اپنی رحمتوں کے سایہ میں رکھے ایمان کامل اور پختہ یقین
ہو انجام بخیر و عافیت ہو آمین ثم آمین یارب العالمین
بجاہ رحمۃ اللعالمینؐ صلی اللہ علیہ وسلم آمین

I

# اسلام کربلا سے شہیدوں کا نام ہے

چونکہ ہر چیز اپنی اصل کی سمت لوٹتی ہے اس لئے ہر ذی روح کو عالم بقا کی طرف کوچ کرتا ہے کیوں کہ وہ ہی اصلی گھر اور ٹھکانہ ہے
کل نفس ذائقۃ الموت اس لئے کہ موت برحق ہے
موت فنا کا نام ہے وہ فنا جو آپ کو بقا دیتی ہے۔ کہ اس طرح کی فانی زندگی سے نجات کے بعد جو ابدی زندگی آپ کو عطا کی جائے گی۔ اس میں فنا نہیں ہوگی۔ آپ اس عارضی گھر سے ابدی گھر چلے جائینگے۔
موت کئی طریقوں سے واقع ہوتی ہے کبھی حادثاتی موت جس میں کوئی جل کر مر جاتا ہے تو کوئی ڈوب کر۔ کسی کا جہاز گر جاتا ہے تو کسی کی گاڑی ٹکرا جاتی ہے۔ کوئی بلند و بالا عمارت سے گر کر مر جاتا ہے تو کسی کو چیر اکھو تپ دیا جاتا ہے کوئی بندوق کی گولی کا نشانہ بنتا ہے کسی کی موت عبرتناک بھی ہوتی ہے تو کسی کی دردناک۔ موت صرف ایک لفظ ہے مگر اس کے کئی روپ ہیں۔ ایک موت خواہ وہ کسی راہ سے آئے وہ خواہ ہارٹ اٹیک سے یا کسی اور ذریعہ سے ہو اسے قدرتی موت کہا جاتا ہے کہ وقت مقرر پر حادثہ ہو سکتا ہے۔ اور دوسری طرح کی موت خودکشی کہلاتی ہے خواہ خودکشی کے لئے کوئی بھی ذریعہ یا پھر طریقہ اختیار کیا گیا ہو اس موت کو حرام موت ہی کہا جائے گا۔ خودکشی کی اجازت دینِ اسلام میں نہیں ہے

2

مگر بعض حالات میں لوگ صبر نہیں کر سکتے حالانکہ یہ زندگی

اللہ کی امانت ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ دار اللہ

تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہے کہ اے انسان ہم نے تمہیں زندگی دی ہے

اور اب جب تک ہم اپنی اس امانت کو واپس نہ لیں تم اس

کی حفاظت اچھی طرح کرتا اس لئے خودکشی ایسا گناہِ عظیم

ہے جس کی معافی نہیں مل سکتی۔ اور سب سے اچھی موت شہادت

کی موت ہے جب کوئی انسان اللہ اور رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دین کی خاطر دشمن سے ٹکر لے کر جام شہادت

نوش کرتا ہے تو اس کو بے پناہ اجر و ثواب اور انعامات سے

نوازا جاتا ہے۔ موت کا سبب کچھ بھی ہو مرنے والے کو

اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں جوابدہ ہونا ضرور ہوگا

اور پھر اپنے اعمال و افعال کی جزا اور سزا ملے گی۔ جس طرح

قیدی سزا کاٹنے کے بعد اپنی زندگی آزادانہ اپنے گھر اپنے

خاندان یا دوست احباب کے ساتھ گزارتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ

جل شانہٗ کے یہاں بھی جہنم سے نجات ہوگی تو اپنے اللہ کے عطا کردہ

گھر میں آرام سکون سے رہ سکیں گے مگر حرام موت مرنے

والے کافروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں

گے اور کبھی موت نہیں آئے گی دردناک عذاب سے چھٹکارا بھی

کبھی بھی نہ مل سکے گا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

مگر شہدا کو حساب و جواب کی فکر نہ ہوگی۔ جس
کسی مومن نے بھی اللہ تبارک و تعالی کے سچے دین اسلام کو
اور حبیب خدا ہمارے پیارے آقا محمد الرسول اللہ کے بتائے
ہوئے دین پر چلنے کے قصور میں شہادت پائی ہوگی
یعنی کسی ظالم اور کافر نے اگر اس وجہہ سے آپ کی جان
لے لی کہ آپ اس کے خود ساختہ مذہب کو بتوں کو یا آگ
کو پوجنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ کیوں کہ اس فاسق ظالم کافر
کا مذہب رہا ہو، جو دین حق تعالی کے قوائد و ضوابط
کے منافی ہے تو یہ موت شہادت کی ہوگی ویسے حادثاتی
موت مثلاً جلکر ڈوب کر ایکسیڈنٹ یا پیٹ کے مرض
سے موت بھی شہادت کی مختلف قسمیں ہیں۔ شہید مرتے نہیں
قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں جو شہید ہوگئے ہیں
ان کو مردہ مت کہو کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے اللہ کے
پاس رزق بھی کھاتے ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا
شعور نہیں ہے۔ چونکہ موت کا جو وقت مقرر ہوتا ہے اس
وقت آپ کہیں بھی چھپ جائیں کہ ہمیں ابھی نہیں مرنا۔ مگر
فرشتہ اجل آپ کو ڈھونڈ ہی لے گا۔ اسی لئے ہر سچے
مومن مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ خداوند تعالی ہمیں
شہادت نصیب فرماتا۔ یہ جان تیری دی ہوئی ہے تو ہم

تیری راہ میں ہی خرچ کر دیں۔ یا اللہ میری التجا قبول
فرما۔ الٰہی میری تمنا بر لانا آمین ۔ یہ ہی آرزو حضرت علیؓ
کرم اللہ وجہہ الکریم کیا کرتے تھے جو کہ اس طرح پوری ہوئی
کہ آپؓ مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے جب ظالموں کافروں نے
آپؓ پر وار کیا اور آپؓ شہادت پا گئے۔ مگر ہمارے پیارے
شہزادے حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؑ کا
معاملہ بالکل جدا اور ان کی شہادت انوکھی تھی۔

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتے ہیں نماز
قائم کرو زکوٰۃ ادا کرتے رہو اللہ اور اس کے رسولؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ قرآنِ پاک نے اللہ پاک کے
احکام سنا دیئے مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ احکام کسی
بادشاہ وزیر یا امیر پر لاگو نہیں ہوتے اور لوگ جو بھی
خواہ کوئی ہو وہ ان احکامات سے مبرا نہیں کہ وہ امیر وزیر یا صدر ہیں،
ایسا نہیں بلکہ کلامِ مجید کے احکامات ہر اس شخص پر لاگو ہوں گے
جو کوئی بھی پرچمِ اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لے
گا۔ مگر جو دینِ حق تعالیٰ کے اصولوں کی خلاف ورزی
کرے اپنے بنائے ہوئے اصول اور احکام کی اطاعت
کرنے پر مجبور کرے گا اس منافق سے جہاد فرض ہو
جائے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے غلط عقیدہ سے باز نہ آ جائے۔

5

آج سے چودہ سو سال قبل جب یزید ملعون نے حضرت امام

حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت مانگی جبکہ بیعت جس

کے معنی توبہ کے ہیں۔ توبہ؟ یعنی اپنے اللہ کی نافرمانی سے توبہ

اپنے گناہوں کی توبہ اپنے عمل بد کی توبہ اپنی کوتاہیوں

پر توبہ اپنے جرائم پر توبہ اپنے اللہ کی توحید یا اطاعت

نہ کرنے پر توبہ اور توبہ اپنے نانا حضرت محمد الرسول اللہ صلعم

کے دین حق پر چلنے سے توبہ کرکے۔ یزید لعین کا

پلید دین جوا شراب زنا قتل خون ڈکیتی کا دین اختیار

کرنے کا عہد کرنے کا حکم اور اس فاسق فاجر یزید

پلید سے وفاداری کے عہد کا حکم۔ اس ملعون

کے وفادار بن کر نماز نہ پڑھنے کی قسم کا حکم

اس پلید کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے روزے

نہ رکھنے کی قسم کا حکم زکوۃ ادا نہ کرنے کی قسم

حج نہ کرنے کی قسم کا حکم سچ نہ بولنے کی قسم کا حکم

حلال نہیں کھانا یہ بھی قسم کھانے کا حکم۔ یہ سب

لعین یزید کے مطالبات حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ کسی

طور نہیں مان سکتے تھے آپ نیک پاک ہستیاں

تھیں آپؓ نے سوچا یزید بری صحبت میں پڑ کر بہک

6

کیا ہے ہم جاکر اسے سمجھائیں گے قرآن پاک سے احکام سنائیں
گے اسے دین حق تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہوگا امید تھی
کہ شاید یزید کو برائی سے نکال لانے میں کامیاب
ہو جائیں گے۔ مگر یزید جس کی جلاد فطرت میں
جارحیت تھی آمریت تھی حرام سے اسکو رغبت
تھی جب چاہتا معصوم بچیوں کی عصمت دری کرتا
لہو و لعب کی محفلیں رنگین عیش و نشاط میں مبتلا شراب میں
ڈوبا رہتا۔ اب اسے اسلامی اقدار یا قرآن کے احکام کا ذرا سا
بھی پاس نہ تھا ایسے فاسق و فاجر کی بیعت کا صاف
طور پر یہی مطلب تھا کہ حضرت امام حسنؓ و حسینؓ
اپنے نانا جان ختم المرسلین سید الانبیاء دل و جان ما
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مقدس
یعنی حق ذات کے دین حق پر اپنے ہاتھ سے چھری پھیر
کر فرعون نمرود شمر یزید لعین جیسے ابلیس اور کافروں
کے راستے پر چل پڑتے جس کے صلے میں یزید نے عہدے
اور دولت کے انبار دینے کے وعدے کیئے مگر ہمارے امامؑ
کربلا میں شہزادے اللہ کے دین پر اپنی جان نثار کرنے
کے لئے تیار تھے اپنا پورا گھرانہ قربان کر سکتے تھے مگر

دین حق تعالیٰ سے غداری کر کے منہ نہیں موڑ سکتے
تھے۔ اس لئے امام حسینؑ نے اپنے دائیں ہاتھ میں قرآن
کریم تھاما اور ان کے بائیں ہاتھ میں دین حق تعالیٰ
کی شمع فروزاں تھی وہ دمشق روانہ ہوئے اس خیال
سے کہ جب قرآن پاک یزید ملعون کو نور و ہدایت کا سبق
دے گا تو وہ اندھیروں سے نکل آئے گا۔ اور اپنی گنہگار
زندگی سے تائب ہو کر شرافت کی راہ پر لوٹ آئے گا
مگر وہ کتے کی دم ٹیڑھی تھی اس کے کس بل صرف جہنم
میں ہی جا کر نکلتے تھے۔ خیر ہمارے امامؑ عالی کا مقصد
اور ارادہ جنگ و جدل کا ہرگز بھی نہیں تھا اسی لئے تو ان کے
ہمراہ نہ کوئی فوج تھی نہ ہی حرب و ضرب کے ساز و
سامان۔ امامؑ عالی تو صرف اپنے اہل و عیال بچے بوڑھے
جوان شیر خواروں کا قافلہ لے کر نکلے تھے کچھ احباب جو آپؑ
سے جدائی پسند نہ کرتے تھے ساتھ ہو لئے کل بہتر افراد
پر مشتمل قافلہ جب دریائے فرات کے کنارے میدان
کربلا میں رکے تو یزید کی فوج نے نرغے میں لے کر پانی
پر بھی پہرہ لگا دیا اور شرط یہ ہی رکھی کہ جان کی
امان چاہتے ہو تو ہمارا حکم مان لو ورنہ دریا کے کنارے یک

18

صحرا میں ساتھیوں کے پیاسے بھوکے تڑپ تڑپ کر جان دے دو گے مگر پانی نہیں
ملے گا۔ یزید سے وفاداری کی قسم کھاؤ ورنہ مرنے
کے لئے تیار ہو جاؤ۔ شہادت کے راہی شہزادوں رض نے اور
امام حسین رض نے اپنے نانا جان ص سے سن رکھا تھا کہ ظالم
حکمران کے سامنے حق بات کہنا جہادِ اکبر کے مترادف
ہے۔ اسی لئے آپ رض نے تہیہ کر لیا کہ کفر اور ظلمت کے
سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔ جلتی ریت پر خیمہ نشین
ہو کر امام رض حسین رض اپنے ہم راہیوں کے ساتھ اپنے اللہ جل جلالہ
کی عبادت میں مصروف ہو گئے جب 9 محرم کی رات
لشکرِ یزید نے قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا
تھا تو حضرت امامِ رض عالی مقام اور تمام ساتھی تین
دن راتوں سے بھوکے پیاسے تھے آپ رض نے اپنے بھائی
حضرت عباس رض کے ذریعے یزیدی لشکر کو پیغام بھیجا
کہ اگر ہمیں قتل ہی کرنا ہے تو آج کی رات مہلت دے
دو تاکہ ہم اپنے خالق و مالک اللہ کی عبادت
خوب جی لگا کر کر لیں۔ اصل میں آپ رض نے سوچا کہ
بہت ممکن ہے کچھ دوست احباب اس مصیبت میں
جان بچا کر جانا چاہتے ہوں اور مروت یا لحاظ میں

9

ساتھی تمہارے ہیں رات کو اندھیرے میں جو جانا چاہیں چلے جائیں اپنی
جان بچالیں مگر آپؑ نے دیکھا کہ فدایانِ اسلام کا فیصلہ یہ ہی تھا
کہ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

سب فدایانِ اسلام وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ اپنے اللہ کی راہ میں جان کا
نذرانہ پیش کر کے جامِ شہادت پی لیں وہ کسی
طور بھی آپؑ سے بے وفائی اور دینِ حق تعالیٰ سے
غداری نہیں کر سکتے تھے جب حضرت امام حسینؑ نے
ساتھیوں سے فرمایا آج رات کے اندھیرے میں اپنی جان بچا کر
جو حضرات جانا چاہیں میری طرف سے اجازت ہے ہم
سب توکل کو جامِ شہادت نوش کر لیں گے تو سب ساتھی
یہ سنکر خاموش رہے مگر اگلی صبح کے آفتاب نے دیکھا یزیدی
ملعون لشکر نے فدایانِ حق کے خیموں میں آگ لگا دی سب کے معصوم
بچوں سمیت جسم تیر و شمشیر سے چھلنی کر کے مقدس خون سے کفار
بدکار نے ہولی کھیلی کربلا کا میدان خونِ بتولؑ سے سیراب ہو گیا
اور زمین پر لاشِ جگر گوشہ رسولؐ تڑپتی رہی اور ان کے ساتھیوں کی بھی
میتوں اور زخمیوں کو 3 دن تک بے گور و کفن پڑے رہنے دیا
گیا۔ تاکہ سب دیکھنے والے قوموں کو بھی عبرت حاصل ہو
اور عوام و خواص بھی کوئی سر اٹھانے کی جرات نہ کر سکیں کوئی مدد نہ کر سکے

تمام قافلۂ امام حسینؓ اور ان کے عزیز و اقارب کی پاک دامن

اور مقدس محترم خواتین کے سروں سے چادریں کھینچ کھینچ کر اتار کر

پھینک دی گئیں بچوں اور آلِ رسولؐ مقبول کی صاحبزادیوںؓ تمام

شہزادیوںؓ کو زنجیریں پہنا دی گئیں اور پابہ جولاں گلیوں مختلف

راستوں سے بازاروں میں گھماتے رہے تاکہ دیکھنے والوں

کے لئے نمونۂ عبرت ہوں۔ اس کے بعد یزید کے روبرو

لایا گیا۔ یزید ملعون اپنی فتح پر بہت خوش تھا

مگر نا ہنجار نابکار نہیں جانتا تھا کہ

اسلام کربلا کے شہیدوں کا نام ہے

کیونکہ وہ مقدس ہستیاں آج بھی سب مومنوں کے دل کی

گہرائیوں اور دماغ میں محترم ہیں اور تا ابد یوں ہی منور

ستارے جگمگاتے رہیں گے ملعون یزید اپنی فتح کے جشن شراب اور

گناہ میں غرق مناتا رہا حالانکہ دیکھا جائے تو ملعون و مردود نے

حقیقت میں خودکشی کی ہے۔ حق کی چٹان سے ٹکر

لے کر خودکشی کی حرام موت کے بعد جہنم سے رہائی نہ

پا سکے گا۔

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول

تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ رسولؐ

اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی

سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ بتولؓ